امامِ اہلسنت
مجدّد دین وملّت
امام احمد رضا حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اِفادات سے ماخوذ
ایک خوبصورت تحریر

عَقِیدۂ ختمِ نبُوّت
اُصولِ اَربعہ کی روشنی میں

قرآن
سنّت
سوادِ اعظم
عقلِ صحیح

جمع وترتیب
حامد علی علیمی
(فاضل جامعہ علیمیہ اسلامیہ، وایم ایس / پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ کراچی)

شائع کردہ:
فدائیانِ ختمِ نبوت پاکستان، کراچی
www.khatm-e-nabuwwat.com

ناموس رسالت پہ چلو سر کو کٹائیں

سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

آتی ہیں گلستان شہادت سے صدائیں
آؤ کہ سبھی عہد محبت کو نبھائیں
آؤ کہ سبھی سر پہ کفن باندھ کے نکلیں
بخشش کی بشارت لئے آتی ہیں ہوائیں
زندہ ہیں ابھی سرور کونینﷺ کے عاشق
آؤ کے زمانے کے خداؤں کو بتائیں
سرکارﷺ کی عظمت ہے ہمیں سب سے مقدم
پیغام یہ کفار کو سب مل کے سنائیں
ہے غیرت ایماں کا بہر طور تقاضا
ناموس رسالت پہ چلو سر کو کٹائیں

عقیدۂ ختمِ نبوّت، اُصولِ اَربعہ کی روشنی میں

جمع وترتیب

حامد علی علیمی

(فاضل جامعہ علیمیہ اسلامیہ، وایم ایس / پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ کراچی)

شائع کردہ:

فدائیانِ ختمِ نبوت پاکستان، کراچی

(اے۔25، عباس اسکوائر، ایف۔بی ایریا، کراچی)

#0300-9267584- 0333-2281726

نام کتاب: عقیدۂ ختمِ نبوت، اُصولِ اربعہ کی روشنی میں

جمع وترتیب: حامد علی علیمی

طبعِ اوّل: صفر المظفر، 1434ھ، بمطابق دسمبر، 2012ء

ناشر: فدائیانِ ختم نبوت پاکستان، کراچی

تعداد: 1000

صفحات: 32

تقریظِ جلیل

مفتی محمد اسماعیل نورانی (دَامَتْ بَرَکَاتُہُ الْعَالِیَۃ)

(شیخ الحدیث ورئیس دار الافتاء، انوار القرآن، کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

فاضلِ جلیل، عالمِ نبیل علامہ حامد علیمی مدّظلّہ العالی کا تحریر کردہ یہ رسالہ محترم شیخ عمران الحق (ناظمِ اعلیٰ کراچی، تحریک فدائیانِ ختمِ نبوت) کے ذریعہ موصول ہوا اور انہوں نے ہی مجھے اس پر کچھ کلمات لکھنے کا حکم فرمایا۔ میں اس لائق تو نہیں کہ ایسی علمی اور وقیع تحریر پر کچھ تبصرہ کر سکوں، تاہم موضوع کی اہمیت و عظمت اور علامہ حامد علیمی کی محبّت، یہ دو ایسی چیزیں ہیں جن کی بناء پر کچھ کلمات لکھنا میں اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں۔

"عقیدۂ ختمِ نبوت" بلاشُبہ ہمارے ایمان کا ایسا لازمی حصّہ ہے جیسے اللہ کی توحید پر ایمان لازمی ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص ختمِ نبوت کے عقیدہ کا انکار کرتا ہے یا اُس کو تسلیم کرنے میں حیل وحجّت کرتا ہے یا اپنی من مانی تاویلات کا سہارا لیتا ہے تو وہ بالکل اسی طرح کافر ہے جیسے عقیدۂ توحید کا انکار کرنے والا یا اُس میں تاویلیں کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

موجودہ دور میں جہاں کئی فتنے پوری قوّت کے ساتھ لوگوں کو گمراہ اور بے دین کرنے میں مصروف ہیں، وہاں "قادیانی فتنہ" بھی پورے زور وشور کے ساتھ لوگوں کی متاعِ ایمان لوٹنے میں اور لوگوں کو کافر بنانے میں مصروف ہے۔ ایسے نازک دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ حق اور علماءِ حق کا ساتھ دیا جائے، فتنوں سے اور اُن کی فتنہ سامانی سے باخبر رہا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان کی بناء اور بقاء کے لیے جن عقائد پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اُن کی معرفت حاصل کی جائے، تاکہ ہمارے عقیدے کی یہ حفاظت اور سلامتی ہماری نسلوں میں منتقل ہو سکے اور اُن کا بھی ایمان سلامت رہ سکے۔

عوام النّاس کی اِن اعتقادی اور ایمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اہل سنّت وجماعت کی معروف تحریک "فدائیانِ ختمِ نبوت" کی یہ کوششیں بلاشبہ قابلِ تعریف ہیں۔ اس تحریک کے اراکین بالخصوص ناظمِ اعلیٰ کراچی جناب شیخ عمران الحق بہت متحرک اور فعّال ہیں، کہ وقتاً فوقتاً "عقیدۂ ختمِ نبوت" کے حوالہ سے شعور بیدار کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی کارنامہ انجام دیتے رہتے ہیں۔ کبھی "ختمِ نبوت کورس" کا انعقاد کرتے ہیں تو کبھی عوامی جلسے کا انعقاد کرتے ہیں اور کبھی علماءِ ذی وقار سے اس موضوع پر کوئی رسالہ لکھوا کر اُس کو شائع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ انہی پاکیزہ کوششوں کی ایک کڑی ہے۔ جو کہ علامہ حامد علیمی مدّظلّہ العالی سے لکھوایا گیا ہے اور علامہ حامد علیمی کی تحریر اور آپ کا مطالعہ یقیناً اہلِ علم حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ بہت عمدہ پیرائے میں اور مستند طریقے سے اپنی بات سمجھانے کی صلاحیّت رکھتے ہیں۔ علم کی اس بلندی کے ساتھ طبیعت میں اُتنی ہی تواضع اور انکسار، کہ ملاقات کرنے والا یقین نہ کرے کہ یہی "علّامہ حامد علیمی" ہیں۔

اللہ عزوجل اِن کے علم وعمل اور زُہد وتقوی میں مزید برکات عطا فرمائے اور عقیدۂ ختم کے حوالہ سے جو علمی اور تحریری کوشش کی ہے اُس کو مقبول ومنظور فرمائے۔ اس کے ساتھ ساتھ تحریک فدائیانِ ختمِ نبوت کے لیے بھی ہماری بہت دُعائیں اور نیک تمنّائیں ہیں، کہ قادیانیوں اور اُس کی حمایت کرنے والوں سے کسی قسم کا خوف کھائے بغیر یہ تحریک اپنے مشن میں سرگرمِ عمل ہے اور کیوں نہ ہو کہ ظالم سے اُس کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات کرنا ہی شجاعت ہے، جو اس تحریک کو اس تحریک کے بانی "قائدِ ملتِ اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہ الرحمۃ" سے میراث میں آئی ہے کہ آپ نے بھی پوری زندگی قادیانیوں اور اُن کی حمایت کرنے والوں سے مردانہ وار لڑتے ہوئے گزاری اور ہمیشہ قوم کو اُن کی سازشوں سے آگاہ کیا اور بیدار رہنے کا درس دیا۔ اللہ ربِ کریم اُن کی مرقدِ انور پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور اُن کے مشن کو آگے بڑھانے کی ہمیں توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

﴿معروضاتِ علیمی﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَسَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ. وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَاتَمِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ أَوَّلِ الۡاَنۡبِیَاءِ خَلۡقًا وَّاٰخِرِھِمۡ بَعۡثًا وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَالتَّابِعِیۡنَ وَلَعَنَ وَقَتَلَ وَأَخۡزٰی وَخَذَلَ مَرَدَۃَ الۡجِنِّ وَشَیَاطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَأَعَاذَنَا أَبَدًا مِّنۡ شَرِّھِمۡ أَجۡمَعِیۡن اٰمِیۡن۔

أَمَّا بَعۡدُ:

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کی ایک عبقری شخصیت تھے۔ سو (۱۰۰) سے زائد علوم وفنون میں آپ نے گراں قدر کُتب ورسائل تحریر فرمائے۔ آپ کو اپنی زندگی میں تین فنون سے دل چسپی بہت زیادہ تھی، یا یوں کہیے کہ تین اہداف مقرر فرمائے تھے جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ کی جناب پاک میں گستاخی اور زبان درازی کرنے والوں کے خلاف کمربستہ رہنا اور آپ ﷺ کی ناموس کی حفاظت وحمایت کرنا۔

آپ فرماتے ہیں: "میرے رب نے اسے قبول فرمالیا تو یہ میرے لیے کافی ہے، مجھے اپنے رب کی رحمت سے اُمید ہے کہ وہ قبول فرمائے گا، اس لیے کہ وہ فرماتا ہے: میں اپنے بندے سے اُس گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے"۔

2۔ مذکورہ لوگوں کے علاوہ ان تمام بدعتیوں اور بدمذہبوں کے عقائدِ باطلہ کا رد کرنا، جو باجود دین کے دعویدار ہونے کے دین میں فساد پھیلاتے ہیں۔

3۔ بقدرِ طاقت فقہِ حنفی کے مطابق فتوے تحریر کرنا۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: "یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں، انہی پر میرا اعتماد ہے۔ میرا اِن کے لیے تیار رہنا اور ان کا میرے لیے مخصوص ہونا، میرے سینے کو خوب ٹھنڈا کرتا ہے"۔[1]

آج سے ڈیڑھ دو سال پہلے ایک موضوع شروع کیا تھا "عقیدۂ ختم نبوت اُصولِ اَربعہ کی روشنی میں مع قادیانی اعتراضات کے جوابات"، مگر تادمِ تحریر مکمل نہ ہو سکا، تاہم اُس کے ایک حصہ کو مختصراً پیش کیا جاتا ہے۔ زیرِ نظر تحریر میں امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے افادات سے استفادہ کرتے ہوئے، لکھی گئی ہے، یہ کوشش عوام بھائیوں کے لیے ہے، تاکہ انہیں شریعتِ مطہرہ کے صحیح احکام معلوم ہو سکیں اور وہ گمراہوں اور بدمذہبوں سے اپنے دین وایمان کو محفوظ رکھ سکیں۔ اس میں راقم کس حد تک کامیاب ہوا ہے، اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، تاہم اگر کسی ایک مسلمان کو بھی اس تحریر سے فائدہ ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ بخشش کا سامان ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے صدقے اسے قبول فرمائے۔

اعتذار:

راقم کو دعویٰ کمال نہیں، قارئینِ کرام اگر کسی غلطی یا خطا کو پائیں تو ضرور اِطلاع فرمائیں اور دارین میں اَجر وثواب کے مستحق بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آخری دم تک زلتِ فکر وقلم سے محفوظ فرما کر اِصابتِ فکر وقلم عطا فرمائے۔ آمین۔۔۔!

حامد علی علیمی غفرلہ

جمعرات، 13 دسمبر، 2012م، 28 محرم الحرام، 1434ھ

---

[1] الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة، مؤسسۃ رضا، لاہور، طبعہ ثالثہ، 1424ھ / 2003م، ص57۔ ورسائلِ رضویہ، جلد دوم، مکتبۂ حامدیہ، گنج بخش روڈ لاہور، ص313، ملخصًا۔

عقیدۂ ختمِ نُبوّت اُصولِ اربعہ کی روشنی میں

کسی بھی موضوع کو آسانی سے سمجھنے کا ایک طریقہ معروضی ہوتا ہے، جو تحقیقی دنیا میں بھی بہت مشہور و مقبول ہے، یعنی موضوع کو سمجھنے کے لیے کچھ سوالات قائم کیے جاتے ہیں اور اُن کے جوابات سے موضوع کو سمجھا جاتا ہے۔ "عقیدۂ ختمِ نبوت" کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے بھی ہم اس تحریر میں معروضی انداز اختیار کریں گے، چنانچہ۔۔۔۔

۱۔ "عقیدہ" کیا ہے؟ ۲۔ "عقیدۂ ختمِ نبوت" سے کیا مراد ہے؟

۳۔ شریعتِ مطہرہ میں عقیدہ "کس طرح ثابت ہوتا ہے؟"

۴۔ ایمان و کُفر کی تعریف کیا ہے؟ ۵۔ کامل ایمان والا کون ہے؟

۶۔ کفر اور کافر کی اَقسام کتنی اور کون کون سی ہیں؟ نیز اِن کے احکام کیا ہیں؟

۷۔ سب سے اہم یہ کہ "ضروریاتِ دین" سے کیا مرا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات ہر مسلمان کو جاننا ضروری ہے، آنے والی سطور میں ان کے جوابات کو آسان انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ عام مسلمانوں کے لیے نفع کا باعث ہو اور راقم کے لیے آخرت میں زادِ راہ کا سامان ہو سکے۔

عقیدے کی تعریف:

عقیدہ عربی زبان کے لفظ "عَقْد" سے بنا ہے جس کا لغوی معنی "کسی چیز کو باندھنا" یا "گرہ لگانا" ہے، اس کی جمع "عقائد" آتی ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں "عقیدہ" سے مراد "**وہ دِلی بھروسا اور اعتبار** ہے جو کسی اَمر یا **شخص کو درست و حق** سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے"۔ آسان الفاظ میں عقیدہ سے مراد "**اُن دِینی اُصولوں پر پختہ یقین اور اعتقاد کرنا ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے**"۔

"ختمِ نبوت" کی تعریف:

"ختم": کا معنی ہے اختتام اور مُہر (Seal)، یعنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنا کہ اس کے بعد نہ باہر سے کوئی چیز اندر جاسکے اور نہ اندر سے کچھ باہر نکالا جاسکے۔

"نُبوّت" کا معنی ہے نبی ہونا، لہٰذا "ختمِ نبوت" کا معنی ہو گا نبوت کا اختتام، سلسلۂ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا رُک جانا ختم ہو جانا۔

"عقیدۂ ختمِ نبوت":

شریعتِ مطہرہ میں "عقیدۂ ختمِ نبوت" سے مراد ہے: یہ اعتقاد اور یقین رکھنا کہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نُبوّت ورِسالت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے، اب قیامت تک کسی نئے نبی یا رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

عقیدہ کس طرح ثابت ہوتا ہے؟

جس طرح فقہ کے اُصول یا مآخذ چار ہیں کہ جن سے کوئی فقہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے، اسی طرح عقائد کے اُصول یا مآخذ بھی چار ہیں، جن سے کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے، یہ سب اُصول و مآخذ مندرجہ ہیں:

اُصولِ فقہ	اُصولِ عقائد
قرآن	قرآن
سُنت	سُنت
اِجماع	سوادِ اعظم
قیاس	عقلِ صحیح

اُصولِ عقائد کی وضاحت:

۱۔ قرآن: یعنی: اللہ تعالیٰ کا کلام جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا، رہا گذشتہ اَنبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں کا تعلق تو وہ قرآن کریم کے تابع ہیں۔

۲۔ سُنت: یعنی: مصطفیٰ کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات[2] کو "سُنت" میں داخل ہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال، سُنت کے تابع ہیں[3]۔

۳۔ سوادِ اعظم: اس سے مراد لوگوں کی بڑی جماعت ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "سوادِ اعظم" سے مراد کون لوگ ہیں؟ اس سے مراد **"اہلِ سُنّت"** ہیں۔

۴۔ عقلِ صحیح: یعنی: عقلِ سلیم۔

اُصولِ عقائد کا ثبوت؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِن مذکورہ "اُصولِ عقائد" کا کسی معتبر عالمِ دین نے ذکر بھی کیا ہے یا یہ تقسیم بلا دلیل ہے؟ چنانچہ مولانا احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ "فتاویٰ رضویہ" میں ایک سوال کے جواب میں تحریر کرتے ہیں:

"جس طرح فقہ میں چار اُصول ہیں: کتاب سنت، اجماع اور قیاس، اسی طرح عقائد میں بھی چار اُصول ہیں: کتاب، سُنّت، سوادِ اعظم اور عقلِ صحیح۔ جو کوئی عقائد سے متعلق کسی مسئلہ کو اِن چار اُصولوں کے ذریعہ جانتا ہے تو گویا وہ اس مسئلہ کو دلیل سے جانتا ہے

---

[2] **تقریرات:** وہ بات یا کام جو کسی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیا ہو مگر آپ علیہ السلام نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اسے برقرار رکھتے ہوئے سکوت فرمایا۔ گویا یہ سکوت فرمانا ہی "اِذن" ہے کیونکہ اگر وہ بات یا کام خلافِ شرع ہوتا تو آپ ﷺ ضرور منع فرماتے۔

[3] حاشیہ طحطاوی علی الدر، خطبۂ کتاب، ج1، ص25۔

نہ کہ بے دلیل محض کسی دوسرے کی تقلید کے ذریعے۔ اسلام میں سوادِ اَعظم **"اہلِ سُنّت"** ہی ہیں، لہٰذا ان کا حوالہ دینا بھی دراَصل دلیل کا حوالہ دینا ہے نہ کہ کسی کی تقلید کرنا۔ یوں ہی ائمۂ کرام کے اقوال سے استدلال واستناد کا یہی معنی ہے کہ یہ اہلِ سُنّت کا مذہب ہے، لہٰذا ایک دو نہیں بلکہ دس بیس اکابر علماء ہی سہی اگر وہ **"جمہور علمائے کرام اور سوادِ اعظم"** کے خلاف لکھیں گے، تو اُس وقت اُن کے اقوال پر نہ اعتماد جائز ہے نہ استدلال واستناد، کیونکہ اب یہ استدلال واستناد کرنا **"تقلید"** ہے اور **تقلید عقائد میں جائز نہیں**۔ اس دلیلِ شرعی یعنی **سوادِ اعظم** کی جانب **رُشد وہدایت** کا ہونا، اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی **کمالِ رحمت** ہے، کیونکہ ہر شخص میں یہ قدرت کہاں ہے کہ وہ عقیدہ کو کتاب وسنت سے ثابت کرے۔

رہا معاملہ **عقل** کا، تو یہ خود ہی سَمعیّات (یعنی: سُنے جانے والے اُمور) میں کافی نہیں، لہٰذا ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنے کی ضرورت پڑتی اور عقائد میں تقلید جائز نہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سوادِ اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ **حق** ہے، اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں۔"

کیا زمانۂ صحابہ کرام میں بھی "سوادِ اعظم" تھا؟

"رہا یہ سوال کہ کیا یہ **"سوادِ اعظم"** زمانۂ صحابہ میں بھی تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی **بد مذہب** تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب **بد مذہب** ملا کر کبھی **اہلِ سنت** کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے، **وللہ الحمد**۔ فقہ میں جس طرح "اِجماع" ایک بڑی قوی دلیل ہے کہ اس سے اختلاف کا اختیار مجتہد کو بھی نہیں، اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب وسنت سے اس کا

خلاف پاتا ہو، یقیناً یہ سمجھا جائے گا کہ اُس مجتہد کے یا تو فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور مجتہد کو اس کا ناسخ معلوم نہیں، یونہی **اِجماعِ اُمّت** تو ایک عظیم شے ہے۔

سوادِ اعظم کے خلاف کوئی عقیدہ قابلِ قبول نہیں:

سوادِ اعظم یعنی اہلِ سنت کا عقائد کے کسی مسئلہ پر اتفاق بھی ایک بڑی قوی دلیل ہے، لہٰذا اگر بالفرض کسی کو کتاب و سنت سے اس کا برخلاف کچھ سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی تصور ہو گا، کیونکہ حق سوادِ اعظم کے ساتھ ہے۔ رہی عقل تو ایک معنی پر یہاں عقل بھی ایک بڑی قوی دلیل ہے، وہ اس طرح کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی عقلِ صحیح سے ظاہر ہوئی ہے۔ یہ محال (ناممکن) ہے کہ سوادِ اعظم کا اتفاق کسی ایسی دلیل پر ہو جو عقلِ صحیح کے خلاف ہو۔ یہ گنتی کے جملے ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ بہت نافع و سود مند **فَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ**[4] **وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔**"[5]

ایمان و کُفر کی تعریف:

"عقیدۂ ختمِ نبوت" کے دلائل ذکر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً ایمان اور کُفر کی تعریف بیان کر دی جائے:

إنّ الإِیْمَانَ فِي الشَّرْعِ هُوَ التَّصْدِیْقُ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِ اللهِ، أيْ: تَصْدِیْقُ النَّبِيّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِیْعِ مَا عُلِمَ بِالضَّرُوْرَةِ مَجِیْئُه بِه مِنْ عِنْدِ اللهِ تَعَالٰی إجْمَالاً۔[6]

---

4 یعنی: انہیں مضبوطی سے تھام لو۔

5 فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ج29، ص214-215، ملخصاً۔

6 دیکھیے شرح "عقائدِ نسفی" مع "نبراس"، مکتبۂ حقانیہ، محلہ جنگی پشاور، ص392۔

یعنی: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جاننا، حضور کی حقانیت کو صدقِ دل سے ماننا "**ایمان**" ہے جو اس کا اقرار کرے وہ "**مسلمان**" ہے، جب کہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اِنکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے[7]۔

یا اسے یوں سمجھ لیں کہ "سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے اِن سب میں اُن کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا "**ایمان**" ہے اور ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ذرہ برابر شک لانا "**کفر**" ہے (معاذ اللہ)۔

کامل ایمان:

اُس مسلمان کا ایمان کامل ہو گا جس کے دل میں اللہ ورسول جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ ورسول کے مُحبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ ورسول کے مخالفوں بد گویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لیے دے جو کچھ روکے اللہ کے لیے روکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ»[8]۔

کُفر کی اَقسام: پھر یہ "**انکار**" جس سے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے، دو طرح ہوتا ہے، ۱۔ التزامی اور ۲۔ لزومی۔

---

7 ملخصًا از "فتاویٰ رضویہ"، ج29، ص254۔

8 ملخصًا از "فتاویٰ رضویہ"، ج29، ص254۔

ا۔اِلتزامی:

یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نامِ کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعویٰ کرے۔۔۔ جیسے نیچری فرقے کا فرشتوں، جن، شیطان، جنت و جہنم اور معجزاتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اُن معانی کا انکار کرنا اور اِن معانی میں اپنی باطل تاویلات کرنا، جو معانی مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ پہنچے ہیں۔

۲۔لُزومی:

یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر مُنجَر بکفر (کفر کی طرف لے جانے والی) ہوتی ہے یعنی مآلِ سخن ولازمِ حکم کو ترتیبِ مقدمات و تتمیمِ تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضرورتِ دینی کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر وامیر المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے انکار کرنا وغیرہ، اس قسم کے کفر میں علماء اہلسنت مختلف ہوگئے جنھوں نے مآلِ مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت وبد مذہبی وضلالت وگمراہی ہے، **وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**[9]۔

کافروں کی کتنی اقسام ہوتی ہیں؟

کُفر کی طرح کافر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: 1۔**اَصلی** اور 2۔**مُرتد**[10]۔

---

9 فتاویٰ رضویہ، ج15، ص431، ملخصًا۔

10 مرتد کے تفصیلی احکام کے لیے ملاحظہ کریں، "مسلمان کی تعریف اور مرتد کی سزا"، از مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ، ناشر فدائیانِ ختم نبوت پاکستان، کراچی۔

1۔ اَصلی: وہ کہ شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے۔ اس کی مزید دو قسمیں ہیں:

(1) مُجاہر اور (2) مُنافق۔

(1) مُجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو، جیسے دہریہ، مُشرک اور مجوسی۔ ان کی عورتوں سے نکاح باطل اور اِن کا ذبح کیا ہوا جانور مُردار ہے، رہے اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ تو اِن کی عورتوں سے نکاح ممنوع و گناہ ہے۔

اور **(2) مُنافق** وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں اس کا اِنکار کرتا ہو، آخرت کے اعتبار سے یہ قسم سب اَقسام سے بدتر قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ﴾ (سورۂ نساء: 4/145)

ترجمہ: "بیشک منافقین سب سے نیچے طبقۂ دوزخ میں ہیں"۔

2۔ مُرتد: وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے اس کی بھی دو قسم ہیں: (1) مُجاہر اور (2) منافق۔

(1) مرتد مُجاہر: وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی یا کتابی کچھ بھی ہو۔

(2) مرتد منافق: وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے پھر بھی اللہ **عزوجل** یا **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی **نبی** کی توہین کرتا ہے یا **ضروریاتِ دین** میں سے کسی شئے کا منکر ہے۔

اِن کے احکام:

حکمِ دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے، اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب یا مخالف مذہب، غرض کسی سے نہیں ہو سکتا، مرتد مرد ہو خواہ عورت۔ ان میں سب سے بدتر **مرتد منافق** ہے، یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت زیادہ نقصان دہ ہے کہ یہ مسلمان بن

کر کفر سکھاتا ہے، خصوصاً آج کل کے بد مذہب کہ اپنے آپ کو خاص **اہلسنت** کہتے ہیں، نماز روزہ ہمارا سا ادا کرتے ہیں، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس رسول معظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار خبر دار! مسلمانو! اپنا دین بچاؤ اِن سے۔۔![11]

ضروریاتِ دین سے کیا مُراد ہے؟

اقسامِ کفر و کافر میں "ضروریاتِ دین" کا ذکر آیا ہے لہٰذا اسے بھی سمجھ لیجیے، "ضروریاتِ دین سے مراد وہ **دینی مسائل ہیں جن کو عوام و خواص سب جانتے ہوں**"، مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ کی ختمِ نبوت، آخرت، نماز اور روزہ وغیرہ۔

"عوام" سے مراد وہ لوگ ہیں جو دینی مسائل سے ذوق و شُغل رکھتے ہوں اور علماءِ کرام کی صحبت سے فیض یاب ہوں، "عوام" سے مراد وہ لوگ نہیں جو دینی مسائل خصوصاً ضروریاتِ دین سے ناواقف و غافل ہیں، مثلاً بہت سے گاؤں دیہاتوں میں رہنے والے جاہل خصوصاً برِ صغیر اور مشرق وغیرہ میں رہنے والے ایسے ہیں جو بہت سے ضروریاتِ دین کے مسائل سے ناواقف اور غافل ہیں۔ اِن کی ناواقفیت اور غفلت سے ہر گز یہ مُراد نہیں کہ یہ ضروریاتِ دین کے **منکر** ہیں، غافل ہونے اور انکار کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔[12]

تنبیہِ ضروری:

مسلمانو! دین میں اَصل مدار "ضروریاتِ دین" ہیں اور "ضروریات" اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص

---

[11] ملخصًا از فتاویٰ رضویہ، ج14، ص327-329۔

[12] ملخصًا از "فتاویٰ رضویہ"، ج1، ص239-243۔

اِن پر کوئی نصِ قطعی اصلاً نہ بھی ہو جب بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ مُنکر یقیناً کافر ہے۔ ۔۔۔یہی سبب ہے کہ ضروریاتِ دین میں کسی قسم کی کوئی تاویل نہیں سُنی جائے گی۔ جیسے نیچریہ نے آسمان کو بلندی، جبرئیل وملائکہ کو قوتِ خیر، ابلیس وشیاطین کو قوتِ بدی، حشر ونشر وجنت ونار کو محض روحانی نہ جسدی بنا لیا۔

غلام احمد قادیانی نے "خاتم النبیین" کو "اَفضل المرسلین" گھڑ لیا اور ایک دوسرے شقی نے "خاتم النبیین" کو "نبی بالذات" سے بدل دیا، ایسی تاویلیں سُن لی جائیں تو اسلام وایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں گے۔ اگر یہ باطل تاویلیں دُرست مان لی جائیں تو بُت پرست "لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ" کی تاویل یوں کرلیں گے کہ یہ "افضل واعلیٰ" سے مخصوص ہے یعنی: "خدا" کے برابر دُوسرے خدا بھی ہیں، مگر وہ "خدا" سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے، یہ معنی نہیں کہ دوسرا خدا ہی نہیں اور اس کی دلیل عرب کا یہ محاورہ ہے "لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَار"[13] نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ تو کیا اُس بُت پرست کی یہ باطل تاویل سُنی جائے گی۔۔۔؟! یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ بہت سے گمراہ وبے دین مدعیانِ اسلام کے مکروہ اَوہام سے نجات وشفا ہے[14]۔

ایک شُبہ کا اِزالہ:

اگر بظاہر اکابرینِ اُمت میں سے کسی امام، مفسر، محدث، فقیہ یا مفتی وغیرہ کی کوئی بات خلافِ شرع معلوم ہوتی ہو، یا اُس کا موقف سوادِ اعظم کے خلاف جاتا ہوا نظر آئے، تو ایسے میں ہم کیا کریں، کس کی بات مانیں اور کس کا ساتھ دیں؟

---

13 یعنی: علی کرم اللہ وجہہ جیسا کوئی بہادر جوان نہیں اور ذو الفقار جیسی کوئی تلوار نہیں۔

14 ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج14، ص266۔

اس سلسلے میں صحیح اور معتدل قول یہ ہے کہ "**انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے سِوا کوئی انسان معصوم نہیں اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بے جا صادر ہونا کچھ نادر کالعدم نہیں، پھر سلف صالحین وائمۂ دین سے آج تک اہلِ حق کا یہ معمول رہاہے کہ کُلٌّ مَّاْخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلاَّ صَاحِبُ ھٰذَا الْقَبْرِ** ﷺ[15]۔ لہٰذا جس کی جو بات خلافِ اہلِ حق وجمہور دیکھی وہ اُسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت یعنی سوادِ اعظم کا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "یَدُ اللہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ" اور فرمایا: "اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ" (یعنی: "اللہ تعالیٰ کی حمایت، جماعت کے ساتھ ہے" اور فرمایا: "سواد اعظم کی پیروی کرو")[16]۔

عقیدۂ ختمِ نبوت پر کیسا ایمان ہونا چاہیے؟

مسلمان پر جس طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لا شریک لہ جاننا فرضِ اوّل ومناطِ ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" ماننا، اِن کے زمانے میں خواہ اِن کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت کو یقینی طور پر محال وباطل جاننا اہم فرض اور جزءِ اِیقان ہے: ﴿وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ﴾[17] نصِ قطعی قرآن ہے، اس کا مُنکر تو منکر بلکہ شُبہ کرنے والا، بلکہ اس میں شک کرنے والا کہ ادنیٰ ضعیف احتمال کی وجہ سے اس کا خلاف کرنے والا ہو، قطعاً اِجماعاً کافر ملعون ہمیشہ ہمیشہ

---

[15] یعنی: "رسول اللہ ﷺ جو اس روضۂ پاک میں آرام فرما ہیں اِن کے سوا ہر شخص کا قول لیا جاسکتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا ہے"۔ یہ قول سیدنا امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قبرِ انور کے پاس ارشاد فرمایا تھا۔

[16] ملخصًا از "فتاوٰی رضویہ"، ج15، ص466-467۔

[17] ترجمہ: "ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے"۔ (الاحزاب: 33/40)۔

جہنم میں رہنے والا ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو ایسے شخص کے عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، بلکہ جو ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک وتردّد کو راہ دے وہ بھی واضح طور پر کافر ہے[18]۔

عقیدۂ ختمِ نُبوت اور قرآن کریم:

عقیدۂ ختمِ نبوت سے متعلق قرآن کریم میں بے شمار صریح آیات ہیں، اُن میں سے چند حصولِ برکت کے لیے ذکر کی جاتی ہیں۔ الحمد للہ مسلمانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے ایسا فرمایا ہے اور اس چیز کا حکم دیا ہے، یا اُس کے محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات یوں ارشاد فرمائی ہے یا اپنے غلاموں کو یہ حکم دیا ہے، پھر وہ مسلمان مرد ہو خواہ عورت کسی قسم کا تأمل کیے بغیر اُسے قبول کر لیتے ہیں، اُس حکم کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور مصروفِ عمل ہو جاتے ہیں، چاہے انہیں اُس کی حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝﴾

(الاحزاب: 33/36)

ترجمہ: "اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا"۔

اور فرماتا ہے:

﴿مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا

ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں

---

18 ملخصًا از "فتاوی رضویہ"، ج15، ص630۔

نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر: 59/7) وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

عقیدۂ ختمِ نبوت سے متعلق ذیل میں صرف چار آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱۔ ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝﴾ (سورۂ اعراف: 7/158)

ترجمہ: "تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جِلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ"۔

"تفسیر خزائن العرفان" میں ہے:

"یہ آیت سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کے عُمومِ رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خَلق کے رسول ہیں اور کُل جہاں آپ کی اُمّت۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضور فرماتے ہیں پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں"۔۔۔ انہیں میں فرمایا: "ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سُرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔۔۔ اور میں تمام خَلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے"۔

۲۔ ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (سورۂ انبیاء: 21/107) ترجمہ: "اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے"۔

"تفسیرِ روح البیان" میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے:

"آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامّہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات رحمتِ غیبیہ وشہادتِ علمیہ وعینیہ ووجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لئے، عالَمِ ارواح ہوں یا عالَمِ اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالَموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو"۔

۳۔﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾(الاحزاب: 40/33)　ترجمہ: "محمّد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے"۔

تفسیر "خزائن العرفان" میں ہے:

"یعنی آخر الانبیاء ہیں کہ نبوّت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی حتی کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوّت پہلے پا چکے ہیں مگر نُزول کے بعد شریعتِ محمّدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبۂ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے، نصِّ قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حدِ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوّت کے بعد کسی اور کو نبوّت ملنا ممکن جانے، وہ ختمِ نبوّت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے"۔

۴۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا　ترجمہ: "اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو

یَعْلَمُوْنَ○﴾۔ گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا
(سورۂ سبا: 34/28) لیکن بہت لوگ نہیں جانتے"۔

"خزائن العرفان" میں اس آیت کے تحت ہے:

"اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت عامّہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ "رسول" ہیں اور وہ سب آپ کے "اُمّتی "۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے سیدِ عالَم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔۔۔۔" یہاں تک کہ فرمایا: "اور انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا"۔

عقیدۂ ختمِ نبوت اور سُنّت:

مولانا احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صرف رسالہ میں "ختم نبوت" کے بارے میں ایک سو بیس احادیث، اکہتر صحابہ کرام اور گیارہ تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی، نقل کی ہیں[19]۔ اتنے راویانِ حدیث کی تعداد حدِ تواتر تک پہنچتی ہے، جس سے علمِ یقینی حاصل ہوتا ہے، کسی متواتر چیز کا انکار کرنا اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ من جملہ "عقیدۂ ختمِ نبوت" بھی انہی احکام سے ہے، جس کا ثبوت تواتر سے ہے، اس حدیث کے راویان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

صحابہ کرام کے اسماء:

۱۲۔ اُبی بن کعب ۱۳۔ ابو امامہ باہلی ۱۴۔ انس بن مالک
۱۵۔ اسماء بنت عمیس ۱۶۔ براء بن عازب ۱۷۔ بلال مؤذن

19 فتاویٰ رضویہ، ج14، ص337۔

۱۸۔ ثوبان مولیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ۱۹۔ جابر بن سمرہ ۲۰۔ جابر بن عبد اللہ

۲۱۔ جبیر بن مطعم ۲۲۔ حُبیش بن جنادہ ۲۳۔ حذیفہ بن اُسید

۲۴۔ حذیفہ بن الیمان ۲۵۔ حسان بن ثابت ۲۶۔ حویصہ بن مسعود

۲۷۔ ابوذر ۲۸۔ ابن زمل ۲۹۔ زیاد بن لبید

۳۰۔ زید بن ارقم ۳۱۔ زید بن ابی اوفیٰ ۳۲۔ سعد بن ابی وقاص

۳۳۔ سعید بن زید ۳۴۔ ابوسعید خدری ۳۵۔ سلمان فارسی

۳۶۔ ابوالطفیل عامر بن ربیعہ ۳۷۔ ام المؤمنین اُم سلمہ ۳۸۔ سہل بن سعد

۳۹۔ عامر بن ربیعہ ۴۰۔ عبد اللہ بن عباس ۴۱۔ عبد اللہ بن عمر

۴۲۔ عبد الرحمن بن غنم ۴۳۔ عدی بن ربیعہ ۴۴۔ عرباض بن ساریہ

۴۵۔ عصمہ بن مالک ۴۶۔ عقبہ بن عامر ۴۷۔ عقیل بن ابی طالب

۴۸۔ امیر المؤمنین علی ۴۹۔ امیر المؤمنین عمر ۵۰۔ عوف بن مالک اشجعی

۵۱۔ ام المؤمنین صدیقہ ۵۲۔ اُم کرز ۵۳۔ مالک بن حویرث

۵۴۔ محمد بن عدی بن ربیعہ ۵۵۔ مالک بن سنان والد ابی سعید خدری

۵۶۔ معاذ بن جبل ۵۷۔ امیر معاویہ ۵۸۔ مغیرہ بن شعبہ

۵۹۔ ابن ام مکتوم ۶۰۔ ابو منظور ۶۱۔ ابو موسیٰ اشعری

۶۲۔ ابوہریرہ ۶۳۔ حاطب بن ابی بلتعہ ۶۴۔ عبد اللہ ابن ابی اوفیٰ

۶۵۔ عبد اللہ بن زبیر ۶۶۔ عبد اللہ بن سلام ۶۷۔ عبادہ بن صامت

۶۸۔ ہشام بن عاص ۶۹۔ عبید بن عمرو لیثی ۷۰۔ نعیم بن مسعود

۷۱۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین کرام کے اسماء:

۱۔امام اجل محمد باقر ۲۔سعد بن ثابت ۳۔ابن شہاب زہری

۴۔عامر شعبی ۵۔عبداللہ بن ابی الہذیل ۶۔علاء بن زیاد

۷۔ابو قلابہ ۸۔کعب احبار ۹۔مجاہد مکی

۱۰۔محمد بن کعب قرظی ۱۱۔وہب بن منبہ رحمہم اللہ اجمعین

مقامِ غور:

مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضرات صحابۂ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دینِ اسلام کو ہم سے زیادہ بہتر انداز سے سمجھنے والے تھے، "ختمِ نبوت" کے بارے میں ان کا اِجماع بھی انہی معنوں پر ہوا کہ "آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا" اور یہ تواتر سے مروی بھی ہے، تو یقیناً آج یا آج کے بعد کسی بھی دور میں اگر کوئی ان معانی کے خلاف بتائے وہ آپ اپنا سر کھائے اور جہنم میں جائے، اہلِ ایمان کو اُس کی کسی بات پر ہرگز کان نہیں دھرنا، اگرچہ ظاہر میں قرآن وحدیث ہی پیش کرے۔

من جملہ اس باب میں مروی احادیث شریفہ سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ "صحیح مسلم شریف ومسند امام احمد وسنن ابوداؤد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ وغیرہا میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ﴾[20]۔

20 جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاءلا تقوم الساعۃ حتے یخرج کذابون، امین کمپنی دہلی، 2/45۔

ترجمہ: بیشک میری اُمت دعوت میں یا میری اُمت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

2۔ امام احمد "مسند" اور طبرانی "معجم کبیر" اور ضیائے مقدسی "صحیح مختارہ" میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةُ نِسْوَةٍ وَّاَنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"[21]۔

ترجمہ: میری اُمت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہونگے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ بیشک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مذکورہ احادیث میں نئے "نبی" کی نفی کی گئی ہے رسول کی نہیں، تو کیا نیا "رسول" آسکتا ہے؟ جواب آنے والی حدیث میں ہے:

3۔ احمد و ترمذی و حاکم بسندِ صحیح بر شرطِ صحیح مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ"[22]۔

ترجمہ: بیشک رسالت و نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔

4۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ترمذی و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ابن مردویہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنَى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَكَانَ مَنْ دَخَلَهَا فَنَظَرَ

---

[21] المعجم الکبیر للطبرانی، ترجمہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث: ۳۰۲۶، مکتبہ فیصلیہ بیروت، 170/3۔

[22] جامع الترمذی، ابواب الرؤیا، باب ذھبت النبوۃ الخ، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی، 51/2۔

إِلَيْهَا قَالَ: مَا أَحْسَنَهَا إِلاَّ مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ فَخُتِمَ بِيَ الْأَنْبِيَاءُ[23]۔

ترجمہ: میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیاء ختم کر دئے گئے۔

5۔ مسند احمد و صحیح ترمذی میں بافادہ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَثَلِي فِي النَّبِيِّيْنَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَاراً فَأَحْسَنَهَا وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا وَتَرَكَ فِيْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ لَمْ يَضَعْهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِالْبُنْيَانِ وَيُعْجِبُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ هٰذِهِ اللَّبِنَةِ فَأَنَا فِي النَّبِيِّيْنَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ[24]۔

ترجمہ: "پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوبصورت و کامل و خوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑدی وہ نہ رکھی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی و خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہو جاتی تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں"۔

حضور غزالیِ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب استدلال:

غزالیِ زماں کے ایک مناظرے کی رُوداد خود غزالیِ زماں کی زبانی نقل کرتے ہوئے مولانا مفتی ابراہیم القادری بیان کرتے ہیں کہ "غزالیِ زماں نے قادیانیوں کے خلاف

---

23 صحیح مسلم، کتاب الفضائل، قدیمی کتب خانہ کراچی، 2/248۔
صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، قدیمی کتب خانہ کراچی، 1/501۔

24 جامع ترمذی، ابواب المناقب، آفتاب عالم پریس، لاہور، 2/301۔

اپنی خدمات کے ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ میں کم سن تھا۔ ابھی میری داڑھی نہیں تھی، کہ میں قادیان گیا اور قادیانی علما سے مناظرہ کیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ "بخاری شریف" کی حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور گزشتہ انبیائے کرام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے مکان بنایا "فَأَكْمَلَهَا" اس نے اسے مکمل کیا اور حسین بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں اس کے حسنِ تعمیر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش! یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں"۔

میں نے قادیانی علما سے پوچھا کہ نبوت کی عمارت میں فقط ایک اینٹ کی گنجائش تھی جسے حضور علیہ السلام نے پورا کر دیا۔ اب تم بتاؤ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں ڈالو گے؟ وہ سب خاموش ہو گئے اور سوچ میں پڑ گئے پھر ان میں سے ایک بولا: عزیز بات یہ ہے کہ جب عمارت بنائی جاتی ہے تو اس کا پلستر کیا جاتا ہے، ہم مرزا کا پلستر کر دیں گے۔ میں نے کہا: تم مرزا صاحب کا پلستر بھی نہیں کر سکتے سرکار ﷺ نے فرمایا: "فَأَكْمَلَهَا" بنانے والے نے عمارت کو مکمل کر دیا اور پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک اور نے ہمت کی اور وہ کہنے لگا کہ دیکھیں عزیز ٹھیک ہے کہ پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوتی مگر عمارت کا رنگ وروغن بھی کیا جاتا ہے، ہم مرزا صاحب کا رنگ وروغن کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ تم مرزا صاحب کا رنگ وروغن بھی نہیں کر سکتے، میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ "فَأَحْسَنَهَا" بنانے والے نے عمارت کو حسین و جمیل بنایا اور عمارت کا حسن رنگ وروغن ہے۔" اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ "میرے اس استدلال نے

ان کی زبانوں کو بند کر دیا اور وہ لاجواب ہو گئے اور کوئی بات نہ کر سکے "[25]۔

عقیدۂ ختمِ نبوت اور سوادِ اعظم:

الحمد للہ گذشتہ صفحات میں گزرا کہ حضرات صحابۂ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کا "ختمِ نبوت" پر اجماع تھا۔ اسی طرح تبع تابعین اور اُن کے بعد سے لے کر آج تک اُمتِ مرحومہ کا یہ متفقہ اور اجماعی عقیدہ رہا ہے۔ تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ، ج15 کا مطالعہ کیجیے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت اور عقلِ صحیح:

گذشتہ سطور میں یہ بات روزِ روشن کی واضح ہو چکی ہے کہ "عقیدۂ ختمِ نبوت" ضروریاتِ دین سے ہے، جس کے لیے دلیل کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، اہلِ ایمان کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ عقیدہ "ضروریاتِ دین" سے ہے اور بس۔ یہاں عقلی دلائل ذکر کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ "عقیدۂ ختمِ نبوت" کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے دلائل نہیں ہیں یا کمزور ہیں، اسی لیے عقل کا سہارا لیا جا رہا ہے، بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ "عقیدۂ ختمِ نبوت" جس طرح قرآن، سُنت اور سوادِ اعظم سے ثابت ہے، اسی طرح "عقلِ صحیح" بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے دنیا میں مبعوث ہو جانے کے بعد رہتی دنیا تک کسی نئے نبی یا رسول کی ضرورت نہ ہو۔ کیسے۔۔۔؟

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حالات جن میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا گیا وہ چار قسم کے تھے:

پہلی قسم: کسی قوم میں نہ تو کوئی نبی مبعوث کیا گیا ہو اور نہ کسی نبی کی تعلیم ان لوگوں تک پہنچی ہو۔

---

25 محمد ارشاد عالم نعمانی، "غزالیِ زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی"، ماہنامہ جامِ نور، دہلی دسمبر 2011ء، ص21، بحوالہ "حیاتِ غزالیِ زماں ص65"۔

دوسری قسم: کسی گروہِ انسانی تک نبی تو بھیجا گیا لیکن اس کی لائی ہوئی شریعت میں تحریف ہو گئی اور نیا نبی نئی شریعت لے کر تشریف لایا ہو۔ جیسے بنی اسرائیل نے شریعت موسوی میں تحریف کر دی تھی، تو حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نئی شریعت لے کر اُن میں تشریف لائے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ﴾

ترجمہ: "کچھ یہودی کلاموں کو اُن کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے سُنا اور نہ مانا اور سنیئے آپ سنائے نہ جائیں اور "رَاعِنَا" کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لئے"۔ (سورۂ نساء: 4/44-46)

تیسری قسم: گزشتہ نبی کی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی نہ تھیں تو پچھلی شریعت کی تکمیل کے لیے نیا نبی مبعوث کیا گیا۔

اور چوتھی قسم: کبھی ایک نبی کی زندگی ہی میں اِن کی ذمہ داریوں میں ہاتھ بٹانے کے لیے دوسرا نبی بھیجا گیا۔ مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام۔

اب اگر ان حالات میں غور کریں کہ آج اِن حالات میں سے کون سی حالت پائی جاتی ہے؟ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ الحمد للہ آج مذکورہ حالات میں سے کوئی حالت نہیں پائی جاتی:

۱۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے "دینِ اسلام" کا پیغام کرۂ ارضی کے گوشے گوشے میں پہنچ چکا ہے۔

۲۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی شریعت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اس میں حیاتِ انسانی کے کسی شعبہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔

۳۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کردہ کتاب قرآن کریم آج بھی بحمد اللہ تعالیٰ اُسی طرح صحیح سلامت بغیر کسی کمی بیشی کے ہمارے پاس ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ پر نازل کیا گیا تھا۔ تقریباً دو ہزار گیارہ سال کا عرصہ گزرا لیکن انجیل کے کسی ایک متن پر اتفاق نہ ہو سکا جبکہ مسلمانوں کے اگرچہ کئی فرقے ہوئے جن میں اختلاف بھی رہا لیکن قرآن کریم پر سب کا ایمان ایک ہی رہا۔ اس میں حروف تو کیا زیر وزبر کی تبدیلی بھی نہ آئی، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ قیامت تک کے لیے یہی ایک کتابِ ہدایت ہے اور کیونکہ نہ ہو کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۝﴾ (سورۂ حجر، 15/9) ترجمہ: ”بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں“۔

۴۔ چوتھا نکتہ باقی رہتا ہے کہ اس پر تفصیل سے بحث کی جائے، یعنی ”کسی مددگار نبی کی ضرورت“۔ سوال یہ ہے کہ اگر کسی ہستی کو آپ ﷺ کی اعانت کے لیے نبی بنایا جانا ضروری تھا تو وہ آپ ﷺ کی زندگی میں بنایا جاتا، کیونکہ اسلام کے ابتدائی دور میں کفار ومشرکین نے طرح طرح کے مظالم کیے جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو مختلف قسم کی اذیتیں اور دُکھ اٹھانا پڑے۔ جب اُس دور میں آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں کسی نبی کو آپ ﷺ کی مدد کے لیے ضروری نہیں سمجھا گیا تو پھر آج کے دور میں جبکہ اسلام آج غلبہ پا چکا ہے اور کرۂ ارض کے کونے کونے میں رسول اللہ ﷺ کا پیغامِ امن وسلامتی پہنچ چکا ہے، کسی بھی نبی کی بعثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں بعض حضرات یہ دلیل دیتے ہیں کہ حالات بگڑ چکے ہیں، بداخلاقیاں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں، گناہوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ غیر شرعی باتیں تیزی سے

رواج پکڑتی جارہی ہیں، تو کیا ماحول ایک نئے نبی کی بعثت کا تقاضا نہیں کرتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ حالات کی درستگی اور اصلاح کے لیے کبھی نبی نہ آئے بلکہ مصلحین تشریف لائے، جنھوں نے معاشرے کو فساد اور بگاڑ سے پاک کیا، لوگوں کو حق پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کیا، شریعت کو اپنانے کی رغبت دلائی۔ لہٰذا اب بھی ایسے مصلحین کی ضرورت ہے اور رہے گی جن کی شخصیت میں قول و عمل کی موافقت ہو اور حُسنِ قول کے ساتھ ساتھ حُسنِ عمل بھی ہو، تاکہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ایک عملی کردار کے پیکر کی صورت میں دِکھا سکیں، نیز لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ یہ مصلحین نیکی کا حکم تو کرتے ہیں مگر اُس پر خود عمل نہیں کرتے۔

الحمد للہ آج ہم اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں کہ علماء و مشائخِ اہلسنت تبلیغِ دین واِصلاح اُمت کا کام بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں، کوئی تحریر و تصنیف اور تالیف کے ذریعے تو کوئی تقریر، وعظ و نصیحت کے ذریعے۔ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر اپنی جانوں کو قربان کرنے والے تھے، نیز وہ اپنے عمل سے بعد میں آنے والوں کو جو پیغام دے رہے ہیں وہ قابلِ غور وفکر ہے۔۔۔! چنانچہ صرف ایک روایت اس سلسلے میں نقل کی جاتی ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ حضور اکرم کے جان نثاروں میں سے ایک ہیں ان کا ہمارے لیے کیا پیغام ہے؟ آپ غزوۂ اُحد میں زخمی حالت میں ستر سے زائد زخم کھائے ہوئے، شہداء کے درمیان پڑے ہیں جب کوئی پوچھنے والا آیا تو اسے وصیت کی، امام حاکم اپنی مستدرک میں باسناد صحیحین اور امام بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی، حضرت

زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سعد بن ربیع کی تلاش میں روانہ کیا اور مجھ سے فرمایا: "اگر نظر آئے تو اُسے میرا سلام پہنچا کر کہنا: کیسے ہو؟" میں شہدا کے درمیان انہیں تلاش کرنے لگا اور انہیں آخری سانسیں لیتا ہوا پایا، اُن پر تیروں، نیزوں اور تلواروں کے ستّر زخم تھے، میں نے کہا: اے سعد! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ بتاؤ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ حضرت سعد نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر سلامتی ہو اور تم پر بھی، اُن سے عرض کرنا کہ "میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، نیز میری قوم انصار کو بتا دو: «لَا عُذْرَ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ إِنْ يُخَلَّصْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْكُمْ شَفْرٌ يَّطْرُفُ» کہ اگر تم میں سے کسی ایک کے ہوتے ہوئے بھی، رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی، تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی عُذر مقبول نہ ہو گا"، یہ کہنے کے بعد آپ کی روح پرواز کر گئی۔" رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اے مسلمان! خدا کے لیے اب جاگ جا، تجھ سے "ناموسِ رسالت" کے تحفظ کے لیے جو کچھ ممکن ہے وہ کرنے میں لگ جا، تحریر، تقریر اور اپنے عمل کے ذریعے، ورنہ کس منہ سے حشر میں اُن کا سامنا کرے گا۔۔۔؟!

آہ۔۔۔! ہم تو باوجود طاقت وقدرت کے بھی خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں!

قیامت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا بہانہ تلاش کریں گے۔۔۔؟!

ضروری گزارش:

منکرینِ ختمِ نبوت نے اپنے "باطل مذہب" کی پرچار کے لیے مختلف بین الاقوامی قومی اور علاقائی زبانوں میں مواد تیار کر کے دنیا بھر میں پھیلایا ہوا ہے۔۔۔ پاکستان میں رہنے والے غلامانِ مصطفیٰ وفدائیانِ ختمِ نبوت مجتبیٰ ﷺ نے اب تک جتنا بھی مفید مواد

"ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت" کے حوالہ سے تیار کر کے قیمتاً اور بلا قیمت اپنے مسلمان بھائیوں میں پھیلایا ہے، وہ یقیناً قابلِ تعریف ولائقِ ستائش ہے۔

لیکن اس جدید پُر فتن دور میں ہمہ وقت کچھ قابل کار افراد کو اس سلسلے میں مزید مواد تیار کر کے کم از کم قومی اور علاقائی زبانوں میں قیمتاً اور بلا قیمت اپنے مسلمان بھائیوں تک پہنچانا از حد ضروری ہے، لہٰذا ہم میں سے جو قابل کار اور باصلاحیت ہیں وہ اُٹھ کھڑے ہوں، تحریر و تقریر کے ذریعے میدانِ عمل میں آگے آئیں۔ جو لوگ صاحبِ حیثیت واہلِ ثروت ہیں وہ ہمہ وقت مواد کی مناسب طباعت کے سلسلے میں بھرپور مالی تعاون کے لیے تیار رہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب خاتم النبیین ﷺ کا قُرب حاصل کر سکیں۔

رہے عوام الناس تو انہیں چاہیے کہ علماء ومشائخ اہلسنت کی صحبت کو لازم کر لیں، ان کے روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ ہونے والے درس وبیان میں اپنے علاقہ میں لازمی لازمی شرکت کریں، ساتھ میں اپنی سمجھ دار اولاد کو بھی لے کر جائیں، نیز جہاں خواتین کی تربیت کے لیے اجتماعات اور درس وبیان کا سلسلہ ہو وہاں اپنے ہاں کی خواتین کو باوقار طریقہ سے ان میں شرکت کرائیں، تاکہ سب کے سب دنیا وآخرت کی بھلائیاں اور رحمتیں پانے کے مستحق ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی بساط کے مطابق میدانِ عمل میں ثابت قدمی عطا فرمائے۔۔۔ آمین!

والسلام مع الاکرام

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَأَصْحَابِهِ الْمَهْدِيِّيْنَ